WWW.NAFSEISLAM.COM

عکس ماہنامہ تجلی دیوبند

شمارہ اپریل ۱۹۵۶ء

جس میں مفتئ دیوبند کی طرف سے بانئ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی پر کفر کے فتوے کا بیان اور پھر اس پر تبصرہ

عکس ماہنامہ تجلی دیوبند

شمارہ مارچ واپریل ۱۹۶۳ء

جس میں "ایک حادثہ ایک کہانی" کے عنوان سے مہتمم دارالعلوم دیوبند پر دارالافتاء دیوبند کی طرف سے فتوئ کفر کا بیان اور تبصرہ۔

ان دونوں واقعات میں فتوئ کفر جاری کرنے والے مفتی اور فتوی سے متاثر ہونے والے دونوں فریقوں کے درمیان محاذ آرائی اور آخر میں بغیر توبہ کے مصالحت کا بھی بیان ہے، جس سے قارئین کو اندازہ ہوسکتا ہے کہ علماء دیوبند کے نزدیک فتوی کی کیا اہمیت رہ گئی ہے، حالانکہ اگر مفتی صاحب نے فتوی غلط دیا، تو اس پر توبہ لازم تھی، ورنہ جس کے خلاف فتوی دیا گیا تھا، اس پر توبہ لازم تھی۔ چونکہ فتوی کا معاملہ مشہور و معروف ہوچکا تھا، لہذا رجوع کرنے والے فریق پر اعلانیہ توبہ کرنا لازم تھا۔

تابش قصوری

تجلی دیوبند

میں اس اشاعت کو اپنے محترم چچا علامہ شبیر احمد عثمانی ؒ کی اُس جرأت بیباک کی طرف منسوب کرتا ہوں جس نے تلواروں کی چھاؤں اور گولیوں کی بوچھار میں بھی کلمۃ الحق سے منہ نہیں موڑا۔ (عامر عثمانی)

اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں بیگانے بھی ناخوش — میں زہرِ ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

ہر انگریزی مہینے کے پہلے ہفتہ میں شائع ہوتا ہے — عام سالانہ قیمت پانچ روپے، اس پرچہ کی قیمت ۸

شمارہ ۲	بابت ماہ اپریل سنہ ۱۹۵۶ء	جلد ۷

۱	آغاز سخن	عامر عثمانی	۲
۲	منظومات	مختلف شعراء	۶۲
۳	انمول گوہر	جناب حافظ عبدالسمیع صاحب	۶۳
۴	مسجد سے میخانے تک	ملا ابن العرب مکی	۶۵

اشد ضروری

اگر اس دائرے میں ◯ سُرخ نشان ہے تو سمجھ لیجئے کہ اس پرچہ پر آپ کی خریداری ختم ہے، یا تو آپ منی آرڈر سے سالانہ قیمت بھیجیں یا وی۔ پی کی اجازت دیں، یا اگر آئندہ خریداری جاری نہ رکھنی ہو تب بھی اطلاع دیں، خاموشی کی صورت میں اگلا پرچہ وی۔ پی سے بھیجا جائے گا، جسے وصول کرنا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا۔

پاکستانی خریدار

اپنا چندہ ہمارے پاکستانی پتہ پر (جو اسی صفحے پر چھپا ہوا ہے) بھیجکر رسید منی آرڈر ہمیں بھیجدیں۔ کیونکہ ہند و پاک کے درمیان وی۔ پی کی آمد و رفت بند ہے۔

مینیجر

ترسیل زر اور خط و کتابت — دفتر تجلی دیوبند ضلع سہارنپور

ترتیب دینے والے

پاکستان کا پتہ: جناب ...

خلاف کوئی زبان کھولتا ہے تو اسے ہم دشمن اور الزام تراش اور شر پر ٹھیرا لیتے ہیں۔ حالانکہ بسا اوقات زبان کھولنے والا سچی بات کہتا ہوتا ہے۔

ایسا ہی ہم زیر بحث قضیہ میں دیکھ رہے ہیں۔ علمائے دیوبند کا طرز مخالفت بلا ریب وشک یہ واضح کر رہا ہے کہ اصلاح پسند، صاحب علم وفضل، حق نواز اور عادل وعاقل ہونے کے باوجود ان حضرات کے خلوص پر نفرت وعداوت غالب آگئی ہے۔ یہ جماعت اسلامی کے حق میں ہدایت واصلاح کا وہ طرز اختیار نہیں کر رہے جو ہادی برحق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار ومشرکین کے حق میں اختیار فرمایا تھا۔ بلکہ وہ طرز اختیار کر رہے ہیں جو ایک نفرت کرنے والا معاند وخاصم اختیار کرتا ہے۔

اس کی وجوہات کیا ہیں۔ کیا واقعی جماعت اسلامی اس لائق ہے کہ اس کا ذہن بچہ کو طعن پیل دیا جائے۔ کیا اس کے نظریات وعقائد میں حقیقۃً ایسی بنیادی خرابیاں پائی جاتی ہیں کہ ضلیح ومفاہمت کے عوض اس پر بمباری ہی لازم وضروری ٹھیرے؟

ان سوالات پر یہاں ہمیں بحث نہیں کرنی۔ ہمیں صرف یہ کہنا ہے کہ نفرت وعناد اور مخاصمت کے اگر واقعۃً کچھ اسباب موجود ہیں تو ان میں سب سے قوی سبب وہ مبالغہ پسندانہ جذبات زدہ محبت وعقیدت ہے جو ہم مسلمانوں کی اکثریت کو صوفیاء و اولیاء سے ہے اور جس کی نفسیات اجمالاً ہم ابھی بیان کر آئے ہیں۔

قصہ یہاں سے شروع ہوا کہ مولانا مودودی نے اپنے مخصوص طریقۂ اصلاح ودعوت کے تحت بعض اولیاء وانقیاء پر کچھ اس طرح کی تنقیدیں کیں جو اگرچہ سنجیدہ علمی انداز کی تھیں لیکن جن کا انداز مانوس طرز ادب اور مروجہ طریق احترام سے ہٹا ہوا تھا۔ ان سے علماء کو جذبات وخیالات کو ٹھیس لگی اور محبت ونفرت کی نفسیات نے اپنا کام شروع کر دیا۔ محبت نے تو یہ اثر دکھلایا کہ تمام محبوب اسلاف کے اقوال واعمال کا ہر ہر گوشہ ناقابل بحث سو فی صدی برحق تنقید سے بالاتر کامل واکمل نظر آنے لگا۔ اور نفرت نے یہ اثر دکھلایا کہ مولانا مودودی ایک مخلص نقاد کے عوض جس سے غلطی بھی ہو سکتی ہے فتنہ پرداز مخالف، دشمن اولیاء، معاند اور گستاخ وبے ادب نظر آنے لگے جس کی ہر بات قابل نفرت جس کا ... منہ چڑانا جس کا ...

ادائی نفرت ٹھیری۔ یہ دعویٰ ہمیں نہیں کہ مولانا مودودی نے تصوف یا صوفیاء پر جو کلام کیا ہے وہ حرف گیری سے بالاتر ہے۔ یا جس طرز کو انھوں نے اختیار کیا ہے وہ علماء کے قیاس کردہ اثرات ونتائج سے بالکل خالی ہے۔ نہ ہم اس کے مدعی ہیں کہ مولانا مودودی کے اجتہادات وقیاسات بے خطا اور اٹل ہیں۔ اور یہ بات بھی نہیں کہ جماعت اسلامی کے بعض اور ذمہ داروں نے صوفیاء کے اشغال ووظائف اور مرشدین کے طرق ارشاد وبیعت پر جو تنقیدیں کی ہیں وہ ہر پہلو حق بجانب ہیں اور ان کا طرز بیان قطعاً لائق اعتراض نہیں ہے لیکن یہاں سوئے اتفاق سے نفرت ومحبت کے دوگونہ تاثرات میں ہمارے علماء کرام اور ان کے ہمنواؤں نے بہت سی ایسی چیزیں بھی جماعت اسلامی اور مولانا مودودی کی طرف منسوب کرنی شروع کر دیں جو بے بنیاد تھیں افترا تھیں۔ الزام محض تھیں۔ ان کے اثبات کے لئے عبارتوں کے تراشے لائے گئے اور ریت پر عمارتیں اٹھائی گئیں۔ تحقیر وتذلیل کی گئی اور فتوے نکالے گئے کیچڑ اچھالی گئی اور فقرے کسے گئے۔

اخلاص کا جنازہ نکالنے والی نفرت وعداوت کی نشاندہی کے لئے تقریر وتحریر کی دسیوں شہادتیں عوام کے سامنے آچکی ہیں۔ لیکن صرف نشاندہی نہیں، بلکہ اس نفرت وعداوت کا ڈھنڈورہ بھی اس فتوے نے پیٹ دیا جس میں قاسم العلوم غزالی وقت حضرت العلامہ مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کو خود مفتیان دار العلوم دیوبند نے نہ صرف اہل سنت والجماعت سے خارج کر دیا، بلکہ نعوذ باللہ من ذالک کافر ٹھیرا دیا!

کیوں؟ صرف اس لئے کہ مولانا قاسم رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کو وہ جماعت اسلامی کے کسی فرد کی عبارت سمجھے اور جماعت اسلامی کو کسی فرد پر کیچڑ اچھالنے اور بمباری کرنے میں انھیں جو لطف حاصل ہوتا ہے اسے ایک نفرت کرنے والا قلب ہی محسوس کر سکتا ہے۔ حقیقت میں اگر مفتیان کرام کے دل ودماغ پر عناد ونفرت کا پورا تسلط نہ ہوتا تو پہلی ہی نظر میں وہ سمجھ لیتے کہ یہ عبارت جس پر کفر کا فتویٰ لگا رہے ہیں۔ جماعت اسلامی کے کسی فرد کی ہو ہی نہیں سکتی کیوں کہ یہ انداز بیان اور اسلوب بداہۃً اب سے کافی پہلے زمانے کا حامل ہے لیکن جس طرح غصہ، نفرت، جوش، انتقا...

کسی انسان پر طاری ہوتا ہے تو عقل و ہوش اور احساس و وجدان اور بصیرت و بصارت سب مغلوب و ماؤف ہو جاتے ہیں۔ اور اُس کی وہ حرکات سرزد ہو جاتی ہیں جن کا ارتکاب وہ عام حالت میں ہرگز نہ کرتا۔ اسی طرح مفتیان کرام کے دل و دماغ پر چھائی ہوئی بغض و عناد کی گھٹا نے ان کی ساری علمیت اور بصیرت و دانائی کو مغلوب کر کے یہ وسوسہ ڈالا کہ ہو نہ ہو یہ جماعت اسلامی کے کسی فرد کی خامہ فرسائی ہے۔ جب یہ وسوسہ پیدا ہو گیا تو کارگہ عناد میں فتویٰ گھڑ کے ڈھلنے میں کیا دیر لگتی تھی۔

تفصیل اس اجمال کی سہ روزہ "دعوت" دہلی کی ۱۷ / جنوری ۱۹۶۰ء کی اشاعت میں ملاحظہ فرمائیے۔ کسی نے حضرت مولانا قاسم رحمۃ اللہ علیہ کی چند سطریں ان کی کتاب "تصفیۃ العقائد" سے نقل کر کے دارالافتاء دارالعلوم دیوبند کو بھیجیں اور پوچھا کہ ان سطروں کے لکھنے والے کے بارے میں آنجناب کا شرعی فیصلہ کیا ہے؟

خدا جانے کونسی نحوس گھڑی تھی کہ اُن عقل و فہم مفتیوں کے دماغ میں جن کے ہزاروں فتوے ملک کے کونے کونے کو علم دین کی روشنی پہنچاتے رہے ہیں۔ اور جن کے علم و فضل کی قسمیں تک کھائی گئی ہیں۔ یہ بات آ گئی کہ ہو نہ ہو یہ عبارت مودودی کی یا ان کے کسی چیلے کی ہے۔ بس پھر کیا تھا۔ آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ مندرجہ ذیل فتویٰ صادر فرما دیا:-

فتویٰ نمبر ۱۸۱ - الجواب-

"انبیاء علیہم السلام معاصی سے معصوم ہیں۔ ان کو مرتکب معاصی سمجھنا (العیاذ باللہ) اہل سنت والجماعت کا عقیدہ نہیں۔ اس کی وہ تحریر خطرناک بھی ہے اور عام مسلمانوں کو ایسی تحریرات کا پڑھنا جائز نہیں۔"

فقط واللہ اعلم سید احمد علی سعید۔ نائب مفتی دارالعلوم دیوبند

جواب صحیح ہے۔ ایسے عقیدے والا کافر ہے۔ جب تک وہ تجدید ایمان اور تجدید نکاح نہ کرے اس سے قطع تعلق کریں۔

مسعود احمد عفا اللہ عنہ

(مہر دارالافتاء فی دیوبند۔ الہند)

گیا ہے کہ فخر الاماثل محترم معظم جناب مولانا محمد طیب صاحب نے بھی مضمون لکھ کر اشاعت کے لئے اخبارات کو بھیجا ہے۔ یہ ابھی تک ہماری نظروں سے نہیں گذرا۔ بے شک مذکورہ فتوے سے حضرت العلامہ مولانا قاسم رحمۃ اللہ علیہ کے دامن صافی پر جو سیاہی عمدو بے افسوس ناک طور پر ڈالی گئی ہے اس کو دھونا نہ صرف حضرت موصوف کا فرض ہے۔ بلکہ ہر اُس شخص کا فرض ہے جو حضرت مولانا قاسم کی فضیلت و عظمت سے باخبر ہو۔ اور جو بدنامی اس فتوے سے دارالعلوم جیسے معزز ادارے کی ہوئی ہے اس کی مناسب تلافی کرنے کے لئے حضرت مہتمم صاحب سے زیادہ موزوں اور بہتر کون ہو سکتا ہے؟

تاہم یہ بات بھی قابل غور ہے کہ حضرت مہتمم صاحب قبلہ صرف یہی تو کر سکتے ہیں کہ فتویٰ مذکور کی غلطی اور حضرت مولانا قاسمؒ کی عبارت کی صحت و صداقت کو بیش از بیش دلائل سے واضح فرما دیں۔ لیکن یہ چیز فی الحقیقت مناسب تلافی نہیں کرے گی کیونکہ حضرت مولانا قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عالم دین کا فرد گمراہ ہونا تو کجا معمولی غلط نویس ہونا بھی نہ تو اُس شخص کے نزدیک درست ہے جس نے اپنے مضمون میں مذکورہ فتوے کو نقل کیا ہے نہ ہم ایک منٹ کو بھی یہ تصور کر سکتے ہیں کہ حضرت مولانا قاسم رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے ایسی بات نکل سکتی ہے جو قرآن و سنت کے سراسر خلاف ہو۔ مضمون نگار کا اور ہمارا بالیقین یہی خیال اور فیصلہ ہے کہ غلطی فتوے دینے والوں کی ہے۔ اور غلطی کے پیچھے علمی نہیں عصبیت کار فرما ہے۔ تب مولانا قاسم صاحبؒ کی عبارت کی توثیق و تصویب تحصیل حاصل سے زیادہ کچھ نہیں۔ بلکہ اس سے یہ حقیقت اور بھی زیادہ ثابت و صادق ہو جائے گی کہ زاویۂ نظر اور نیت اگر صالح نہ ہو تو صحیح سے صحیح تر چیز بھی غلط سے غلط تر نظر آ سکتی ہے۔ نیز یہی مفتی ہیں جن کے قلم سے مودودی اور جماعت اسلامی کے بارے میں مخالفانہ فتووں کا صدور ہوتا رہا ہے۔ لہٰذا جتنی جتنی مولانا قاسم رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کی تصویب و تصدیق کی جائے گی اتنی ہی اتنی یہ بات مسلّم اور محقق ہوتی چلی جائے گی کہ عبارات کے تراشوں پر دیئے ہوئے سابقہ فتوے غلط در غلط تھے۔ جو شخص یا اشخاص سورج کو سیاہی کا گولہ سمجھ کر الدم اس کے تاریک تر ہونے کا فتویٰ

کو روشن چیز کے با

بلکہ عادل و ثقہ